Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۷/۴۲ | اتوار ۲۶ ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ – ۲۸ احسان ۱۳۷۱ ہش – ۲۸ جون ۱۹۹۲ء | نمبر ۱۴۶

سب کچھ خدا کی خاطر کریں

تم نے جو کچھ کرنا ہے خدا تعالے کی خاطر کرنا ہے۔ اور خدا تعالے تمہارے کام کو دیکھ رہا ہے اور وہی اس کا اجر دے گا۔ اگر کوئی شخص کسی پر احسان کرتا ہے اور دوسرا شخص اس احسان کو بھول جاتا ہے۔ یا اس کے احسان کی قدر نہیں کرتا تو یہ اس کا قصور ہے۔ تمہارا فائدہ اسی میں ہے کہ تم احسان کرتے چلے جاؤ۔

(حضرت امام جماعت الثانی۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔ خطبہ فرمودہ یکم اکتوبر ۱۹۵۴ء)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دنیا کے مشکلات اور تلخیاں بہت ہیں۔ یہ ایک دشتِ پُرخار ہے۔ اس میں سے گذرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے۔ گذرنا تو سب کو پڑتا ہے لیکن راحت اور اطمینان کے ساتھ گذر جانا یہ ہر ایک شخص کو میسّر نہیں آسکتا۔ یہ صرف ان لوگوں کا حصّہ ہے جو اپنی زندگی کو ایک فانی اور لاشئ سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے لئے اسے وقف کر دیتے ہیں اور اس سے سچّا تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ ورنہ انسان کے تعلقات ہی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی تلخی اس کو دیکھنی پڑتی ہے۔ بیوی اور بچّے ہوں تو کبھی کوئی بچّہ مر جاتا ہے تو صدمہ برداشت کرتا ہے۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہو تو ایسے ایسے صدمات پر ایک خاص صبر عطا ہوتا ہے۔ جس سے وہ گھبراہٹ اور سوزش پیدا نہیں ہوتی جو اُن لوگوں کو ہوتی ہے جن کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کے منشاء کو سمجھ کر اس کی رضا کے لئے اپنی زندگی وقف کرتے ہیں۔ وہ بے شک آرام پاتے ہیں۔ ورنہ ناکامیاں اور نامرادیاں زندگی تلخ کر دیتی ہیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۶)

محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) کے چھوٹے بھائی مکرم محمد صفدر باجوہ (لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ) ۱۳۔ جون ۹۲ء کو بقضائے الٰہی شیخ زید ہسپتال میں وفات پا گئے۔ یقیناً ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں اسی دن ان کی نماز جنازہ مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے پڑھائی۔ اور احمدیہ قبرستان ماڈل ٹاؤن لاہور میں تدفین ہوئی۔ تدفین کے بعد مکرم و محترم جنرل (ریٹائرڈ) چوہدری ناصر احمد صاحب نے دعا کروائی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کے بچوں کا حافظ و ناصر ہو اور سب پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔

مکرم عبدالرحمٰن شاکر صاحب کے داماد مکرم شیخ مولود احمد صاحب ابن شیخ محمود احمد صاحب ۱۳۷، علامہ اقبال روڈ لاہور کو ۲۳۔ جون کو شب دل کا شدید دورہ پڑا۔ ہسپتال میں انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں داخل ہیں۔ احباب ان کے لئے دعا کریں۔

ہمارے اسیرانِ راہِ مولا کئی سال سے قید و بند کی تکالیف اٹھا رہے ہیں۔ احباب کرام ان کو آجکل اپنی دعاؤں میں خصوصیت سے یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد رہائی کے سامان غیب سے مہیّا فرما دے۔

خط و کتابت کرتے وقت چِٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کی عظمت و جبروت پر نگاہ کرتے رہو

اقتباس از خطبہ عید فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے بہت کچھ عطا فرمایا ہے۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ اس بہت کچھ کی کیا مقدار ہے؟ تم میں سے بہت سے لوگ شہروں کے رہنے والے ہیں۔ جنہوں نے امیروں کو دیکھا۔ بہت سے دیہات کے رہنے والے ہیں۔ جنہوں نے غریبوں کو دیکھا ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے محض اپنے فضل سے ایسا موقع دیا ہے کہ میں نے غریبوں، امیروں کے علاوہ بادشاہوں کو بھی دیکھا ہے۔ ان تینوں میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ ان کی ہر چیز میں علیٰ قدر مراتب امتیاز ہوتا ہے مثلاً ایک کسی غریب کے گھر جا کر سوال کرے تو وہ اس کو ایک روٹی کا ٹکڑا دے دیتا ہے۔ اس کی طاقت ہی اتنی ہے۔ لیکن جب ایک امیر کے گھر جاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اس کو کچھ دے دو۔ تو اس کے کچھ سے مراد تین چار روٹیاں ہوتی ہیں۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ جب بادشاہ کہتا ہے کہ کچھ دے دو تو اس کے کچھ سے مراد دس بیس ہزار روپیہ ہوتا ہے اس سے عجیب بات پیدا ہوتی ہے۔ جس قدر کسی کا حوصلہ ہوتا ہے اسی کے موافق اس کی عطا ہوتی ہے۔ اب اس پر قیاس کر لو۔ یہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ہم نے بہت کچھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کی کبریائی اس کی عظمت و جبروت پر نگاہ کرو اور پھر اس کے عطیہ کا تصور دیکھو ایک چھوٹی سی شمع سورج۔ اس نے بنایا ہے اس کی روشنی کیسی عالمگیر ہے۔ ایک چھوٹی سی لالٹین چاند ہے۔ اس کی روشنی کو دیکھو کس قدر ہے۔ کنوؤں سے پانی نکالنے میں کس قدر جد و جہد کرنی پڑتی ہے مگر اللہ تعالےٰ کی عطا پر دیکھو کہ جب وہ بارش برساتا ہے تو پھر کس قدر دیتا ہے غرض یہ سیدھی سادی بات ہے اور ایک مضبوط اصل ہے جس قدر کسی کا حوصلہ ہو اسی قدر وہ دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی عظمت کے لحاظ سے اب اس لفظ کے معنی پر غور کرو کہ ہم نے بہت کچھ دیا ہے خدا کا بہت کچھ وہم و گمان بھی نہیں آسکتا۔"

(خطبہ عید فرمودہ ۱۰۔ مارچ ۱۹۰۳ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۸۔ احسان ہش ۱۳۷۱ ۲۸۔ جون ۱۹۹۲ء

صبر کی اہمیت

صبر کا تعلق جذبات سے ہے۔ جذبات بھڑکا لئے جائیں تو صبر ممکن نہیں ہوتا۔ انسان واویلا کرتا ہے۔ چیختا چلّاتا ہے۔ اور بُرے بُرے الفاظ منہ سے نکالتا ہے۔ دوسروں کو کوسنے دیتا ہے بلکہ اپنے آپ کو بھی کوستا ہے۔ بے صبری کی کوئی انتہا نہیں ہوتی اور بے صبری کے اظہار میں جہاں تک انسان جا سکتا ہے اس کی بھی کوئی حد نہیں ہوتی۔ اس کے بالمقابل اگر انسان جذبات پر قابو رکھے۔ جذبات کے عوامل کو پیش نظر رکھ کر ان پر غور کرے اور صحیح نتائج پر پہنچ جائے تو نتیجۃً وہ صبر کرے گا۔ برداشت کرے گا۔ اس کے سر پر پہاڑ بھی آ گرے تو زبان دانتوں میں دبائے رکھے گا۔ اور ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالے گا اور اگر کوئی لفظ اس کے منہ سے نکلے گا تو صبر شکر کا ہوگا کیونکہ وہ جان چکا ہوگا کہ یہ مصیبت تو مصیبت ہے ہی اس سے بڑی مصیبت کا بھی سامنا ہو سکتا تھا۔

صبر کے متعلق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے۔ فرماتے ہیں:

"صبر بھی ایک عبادت ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ صبر والوں کو وہ بدلے ملیں گے جن کا کوئی حساب نہیں ہے۔ یعنی ان پر بے حساب انعام ہونگے یہ اجر صرف صابروں کے واسطے ہے دوسری عبادت کے واسطے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ نہیں۔"

"دوسری عبادت" کی یہاں تخصیص نہیں کی گئی۔ یہ نہیں کہا گیا کہ یہ عبادت یا وہ عبادت۔ بلکہ اس سے مراد ہے ہر عبادت۔ گویا کہ صبر کرنے والوں کو ہر عبادت کے بدلے سے زیادہ بدلہ ملے گا۔ صبر میں لگتا کچھ نہیں۔ نہ روپیہ نہ زور۔ نہ وقت نہ کچھ اور۔ بس اب اپنے جذبات پر قابو رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ قابو عام حالات میں مشکل ہی سہی لیکن غور و فکر کے ساتھ آسان بھی ہو جاتا ہے۔ کسی کے عزیز کی وفات پر صبر کرنا۔ اگر انسان یہ سوچ کر دیکھے کہ دنیا میں ہر شخص جو آیا ہے وہ جائے گا۔ جو پیدا ہوا ہے وہ مرے گا۔ اور جائیگا بھی نہ وقت سے پہلے نہ بعد میں۔ اپنے وقت پر جائے گا تو بے صبری اور جزع فزع کا کوئی جواز نہیں رہتا۔ جانے والے کو جانا ہی تھا اور اب وہ واپس بھی نہیں آ سکتا۔ صدمہ تو ضرور ہوگا اور اس سے کسی کو انکار نہیں لیکن صبر کے ساتھ صدمہ برداشت کیا جائے تو یہ عبادت ہے اور عبادت بھی ایسی کہ سب عبادتوں سے زیادہ بدلے کی مستحق۔

پس صبر کی اہمیت ہمیشہ پیش نظر رہنی چاہیئے۔

میرے بس میں نہیں ہے اونچی اُڑان
میرا رشتہ زمین ہی سے ہے
ہے زمیں بھی تو اِک مکان کی شکل
اس کی رونق مکین ہی سے ہے

ـــــــ ابوالاقبال

○

تجھ سے بچھڑے برسوں بیتے آس ملن کی لگائے
میرا رب ہے قدرت والا بچھڑے میت ملائے

پریت کی رِیت ہے سب سے نرالی راہ کٹھن ہے اسکی
تن من دھن کی بازی لگائے تب اس یار کو پائے

مَیں دیوانی راہ انجانی آگے بڑھتی جاؤں
پیچھے مُڑ کر دیکھنے والا پتھّر کا ہو جائے

بیچ سمندر نیّا اپنی بھاری بوجھ لدا ہے
حرص و ہوا کا بوجھ اُتاروں نیّا ڈوب نہ جائے

میرا پریتم ایسا نہیں جو پردے میں چھُپ بیٹھے
مَیں جو اس کو پیار سے دیکھوں وہ باہیں پھیلائے

سچ کی خاطر سب دکھ جھیلے پاؤں پڑی زنجیریں
سچ کی راہ کبھی نہ چھوڑوں چاہے سَر کٹ جائے

سچّے عِشق کو آگ بھی ٹھنڈی کیسی سوچ بچار
نعرہ اِک مستانہ لگا کر سُولی پر چڑھ جائے

اسکی اونچی شان ہے پیارے کوئی نہ اسکو پائے
آدم خاکی خاک میں مل کر اس کی قربت پائے

اس کے دَر کی منگتی بن کر کیوں نہ بیٹھ رہوں مَیں
مینہ برسائے رحمت کا برہا کی آگ بُجھائے

دُکھ کی راتیں جاگ گذاریں دن بھر آس کا نِکلا
اِک پردیس کو جانے والا جانے کب آجائے

بشریٰ جمیل احمد

واقفینِ نَو کی تربیت

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"ہر واقفِ زندگی بچّہ جو وقفِ نَو میں شامل ہے۔ بچپن سے ہی اس کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہیئے اور یہ نفرت اس کو گویا ماں کے دُودھ میں ملنی چاہیئے۔ جس طرح RADIATION کسی چیز کے اندر سرایت کرتی ہے اس طرح پرورش کرنے والی ماں کی باتوں میں سچائی اس بچّہ کے دل میں ڈوبنی چاہیئے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فارسی منظوم کلام

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

جاں فدائے آں کہ اُو جاں آفرید
دل نثار آنکہ، زُو شُد دل پدید

جان اس پر قربان ہے جس نے اس جان کو پیدا کیا۔ دل اس پر نثار ہے جس نے دل کو بنایا۔

جاں ازو پیدا است، زیں مے جویدش
رَبّنا اللہ! رَبّنا اللہ! گویدش

جان چونکہ اس کی مخلوق ہے اس لئے اسے ڈھونڈتی ہے اور کہتی ہے کہ تو ہی میرا رب ہے۔ تو ہی میرا رب ہے۔

گر وجودِ جاں نبودے زُو عیاں
کے شُدے مہرِ جمالش نقشِ جاں

اگر جان کا وجود اس کی طرف سے ظاہر نہ ہوتا تو اس کے حسن کی محبت جان پر کس طرح نقش ہوتی۔

جسم و جاں را کرد پیدا آں یگاں
زیں، دَوَد دِل، سوئے اُو چُوں عاشقاں

جسم و جان کو اسی یکتا نے پیدا کیا ہے اس لئے عاشقوں کی طرح دل اس کی طرف دوڑتا ہے۔

ان چار اشعار میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خدا تعالیٰ سے انسان کی بے پناہ محبت کی وجوہ بیان فرمائی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جان اس لئے خدا تعالیٰ پر قربان ہے کہ اسی نے اس جان کو پیدا کیا ہے جو اس جان کو پیدا کرنے والا ہے آخر اس سے جان کو محبت کیوں نہیں ہو گی اور یہاں اس پر جان کے قربان ہونے سے مطلب یہی ہے کہ انسان کے لئے واجب ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے سے محبت کرے اسی طرح دل کو بھی خدا تعالیٰ ہی نے بنایا ہے اور جو دل یہ بات سمجھ لے کہ وہ خدا تعالیٰ کی مخلوق ہے اور پھر اس بات پر بھی غور کرے کہ اس نے دل کی کیا کیفیات پیدا کی ہیں اور کس کس طرح دل مختلف امور سے لطف اندوز ہوتا ہے تو یقیناً وہ دل بھی خدا تعالیٰ پر قربان ہونے کے لئے تیار رہیگا۔ چونکہ خدا تعالیٰ ہی نے جان کو پیدا کیا ہے اس لئے جان ہمیشہ اسی کو تلاش کرتی ہے یہ بات حضور نے دوسرے شعر میں بیان فرمائی ہے۔ یعنی اپنے پیدا کرنے والے کی محبت اسے مجبور کرتی ہے کہ وہ اس کو تلاش کرے اور اس کے وصال کی راہ ڈھونڈے اور اس کی تلاش کے لئے وہ ہر آن یہ کہتی ہے کہ تو میرا رب ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ جیسے وہ اپنے خالق کو اپنی روحانی آنکھوں کے سامنے دیکھتی ہے اسی بات کا دوسرا پہلو حضور نے تیسرے شعر میں بیان فرمایا ہے کہ اگر جان خدا تعالیٰ سے ظاہر نہ ہوئی ہوتی۔ یعنی اگر خدا تعالیٰ نے جان کو پیدا نہ کیا ہوتا تو پھر یہ بات ممکن نہیں تھی کہ خدا تعالیٰ کے حسن کے نقوش اس جان پر نقش ہوتے۔ یعنی انسان یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کیا ہیں اور وہ کسطرح اس کی زندگی میں ظاہر ہوتی ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ ہی نے جان کو پیدا کیا ہے۔ اس لئے وہ اس سے محبت کرتی ہے اور اس کی مہربانی اور اس کی عنایات اس پر نقش ہیں۔ چوتھے شعر میں حضور فرماتے ہیں کہ اس یکتا نے یعنی خدا تعالیٰ نے ہمارا جسم بھی پیدا کیا ہے اور ہماری جان بھی پیدا کی ہے اور جسم اور جان دونوں اس کی طرف اس طرح بھاگ کر جاتے ہیں جیسے عاشق اپنے محبوب کی طرف بھاگتا ہے۔

چاروں اشعار میں حضور نے اس بات کو نمایاں طور پر بیان فرمایا ہے کہ انسان کی خدا تعالیٰ سے محبت کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ وہ اس کی مخلوق ہے اور اس کی مخلوق ہونے کی وجہ سے اس کے دل میں نہ صرف محبت کا جوش پیدا ہوتا ہے بلکہ وہ اس کی تلاش میں لگ جاتا ہے اور تلاش بھی اس صورت کرتا ہے جیسے ایک عاشق اپنے محبوب کے پیچھے پاگلوں کی طرح بھاگتا ہے کہ اسے جا ملے اور اس سے اس کا وصال ہو جائے۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی صفات پر غور کریں اور ان صفات کے آثار اپنی زندگی میں اور اپنے ارد گرد ماحول میں تلاش کریں۔ جوں جوں ہم انہیں تلاش کریں گے اور وہ زیادہ سے زیادہ نمایاں ہو کر ہمارے سامنے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے ہماری محبت بڑھتی جائے گی اور ہمارے دل میں یہ بات شوق بے پایاں کی طرح موجزن ہو جائے گی کہ ہم اپنے خدا کو پا لیں۔ یہی حقیقی زندگی ہے اور یہی ہماری زندگی کا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم اس کی صفات کے جلووں کو ہر لمحہ اور ہر گام پر دیکھ سکیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

ارشادات سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے

علمی مسائل

ذکر کے معنے یاد کرنے کے ہوتے ہیں۔ لیکن ہر یاد ایک ہی قسم کی نہیں ہوتی بلکہ الگ الگ رنگ اپنے اندر رکھتی ہے جس کے اندر طاقت نہیں ہوتی اس کی یاد صرف تمنا اور خواہش اور التجا کا حکم رکھتی ہے۔ جیسے ایک شخص کا رشتہ دار دور گیا ہوا ہو اور وہ اس کو یاد کرے تو چونکہ اس میں طاقت نہیں کہ اس کو بلا سکے۔ خواہ بسبب احتیاج کے خواہ بسبب مصالح کے اس لئے یہ یاد صرف التجا اور خواہش ہی ہو گی۔ یا ایک بچہ جو پنگھوڑے میں پڑا ہوا اپنی ماں کو یاد کرتا اور روتا ہے تو اس کی یاد بھی صرف اس تمنا اور خواہش تک ہی محدود ہوتی ہے کہ اس کی ماں اس کے پاس آئے۔ اور اسے اپنی گود میں اٹھا لے۔ لیکن ایک یاد ایسے شخص کی ہوتی ہے کہ جس میں کچھ طاقت تو ہوتی ہے لیکن پوری طاقت نہیں ہوتی ایسا شخص اپنے مقصد کے حصول کے لئے کچھ کوشش بھی کرتا ہے جیسے بچہ جب بڑا ہو جاتا ہے اور چلنے پھرنے کے قابل ہو جاتا ہے اور اس وقت اپنی ماں کو یاد کرتا ہے۔ اور وہ اپنی ماں سے ملنے کی صرف خواہش ہی نہیں کرتا بلکہ عملی طور پر اس کے لئے کوشش بھی کرتا ہے۔ ایک یاد وہ ہے جو بادشاہ کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور وہ اپنی رعایا کے کسی فرد کو یاد کرتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کی یاد التجا نہیں ہوتی بلکہ وہ زبردست طاقت ہوتی ہے جس کے ذریعے وہ دوسرے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اور اس کی یاد عملاً پوری ہو جاتی ہے۔ غرض جب ایک ادنیٰ آدمی بڑے کو یاد کرے تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ بڑا اسے اپنے پاس بلا لے۔ اور یہ التجا ہوتی ہے۔ لیکن جب بڑا آدمی ادنیٰ کو یاد کرے تو اس کے معنے اس کو بلانے کے ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس کے اندر ایک طاقت ہوتی ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ جنتیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ یعنی جنت میں جو کچھ تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گا۔ اور جو کچھ تم مانگو گے وہ تم کو عطا کیا جائے گا۔ یہ خواہش بھی ایک طاقت اور قوت پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ ادھر خواہش پیدا ہو گی ادھر اللہ تعالیٰ اس خواہش کو پورا کرنے کا سامان پیدا فرما دے گا۔ دنیا میں اگر کسی کو کہا جائے کہ بادشاہ سلامت تمہیں یاد کرتے ہیں تو کیا مجال ہے کہ وہ اپنا کام نہ چھوڑ دے۔ اور بادشاہ کی ملاقات کے لئے نہ چل پڑے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر میں نہ گیا تو میری خیر نہیں۔ پس اس یاد میں ایک زبردست کشش اور طاقت ہوتی ہے اور جسے یاد کیا جاتا ہے وہ اس کی طرف کھچا چلا جاتا ہے۔

پس اگر بادشاہ کی یاد عام یاد سے علاوہ معنے رکھتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی یاد کے بھی اور معنے ہو سکتے ہیں۔ پس (مجھے یاد کرو) کے یہ معنے ہیں کہ تم میرے ملنے کی خواہش کرو مجھے یاد رکھو۔ اور میرے قرب کے حصول کے لئے کوشش کرو۔ اور جب تم ایسا کرو گے تو میں بھی تمہیں یاد کروں گا۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ تم میری طرف کھچے چلے آؤ گے۔ میرے قرب کے دروازے تمہارے لئے کھل جائیں گے۔ دنیا میں جب ایک معمولی بادشاہ بھی اس طرح یاد نہیں کرتا کہ دوسرے کا نام لینا شروع کر دے تو خدا تعالیٰ کی یاد کے یہ معنے کس طرح ہو سکتے ہیں کہ وہ اس کے نام کا وظیفہ

باقی صٓ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

بدیوں کا سدّباب

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایک حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یہ لطیف حدیث جہاں شراب اور ہر دوسری نشہ آور چیز کو حرام قرار دیتی ہے وہاں اس میں یہ حکیمانہ اصول بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب تک ایک بدی کو اس کی جڑ سے نہ کاٹا جائے اور اس کے تمام امکانی رخنوں کو بند نہ کیا جائے اس کا سدباب ممکن نہیں اس لئے یہ خیال کرنا کہ چونکہ شراب یا دوسری مسکرات کی تھوڑی مقدار نشہ پیدا نہیں کرتیں لہٰذا ان کے محدود استعمال میں حرج نہیں ایک خطرناک غلطی ہے۔ انسانی فطرت کچھ اس طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جب اسے کسی چیز کی اجازت دی جائے تو وہ پھر اس قسم کے باریک فرقوں کو ملحوظ نہیں رکھ سکتا کہ مجھے فلاں حد سے آگے نہیں جانا چاہئے۔ خصوصاً نشہ پیدا کرنے والی چیزوں میں یہ خطرہ بہت ہی زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میدان میں ایک دفعہ قدم رکھنے کے بعد اکثر انسان آگے بڑھنے سے رک نہیں سکتے۔ اور رتی سے ماشہ اور ماشہ سے تولہ اور تولہ سے چھٹانک اور چھٹانک سے سیر کی طرف قدم بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال حکمت سے شراب اور دیگر نشہ آور چیزوں کی تھوڑی مقدار کو بھی حرام قرار دیا ہے تاکہ اس قسم کی خطرناک بدیوں کا جڑ سے استیصال کیا جاسکے۔ دنیا میں لاکھوں انسان محض اس وجہ سے تباہ ہوئے ہیں کہ انہوں نے شروع شروع میں شراب کے چند قطرے پی کر جسم میں وقتی گرمی اور دماغ میں عارضی چمک پیدا کرنے کی کوشش کی اور پھر ایسے پھسلے کہ دن رات مدہوش رہنے لگے۔ یہی حال افیون اور مارفیا اور بھنگ اور چرس وغیرہ کے استعمال کا ہے۔ تو ان چیزوں کا تھوڑا استعمال بالآخر زیادہ استعمال کی طرف دھکیلتا ہے۔ اور ساحل سمندر کے پایاب پانی میں کھیلنے والا انسان آخر کار غرقاب پانی میں پہنچ کر دم توڑ دیتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے شراب اور جوئے کے بعض فوائد کو تسلیم کرنے کے باوجود حکم دیا ہے کہ بے شک شراب اور جوئے میں بعض فوائد بھی ہیں لیکن ان کی مضرتوں کا پہلو ان کے فوائد کے پہلو سے بہت زیادہ بھاری ہے۔ پس سچے صاحب ایمان کو بہرحال ان چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اگر اس جگہ یہ سوال کیا جائے کہ چونکہ استثنائی طور پر بعض ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں جو اپنے آپ کو شراب کے قلیل استعمال پر روک سکتے ہیں۔ اور ان کے متعلق اعتدال کی حد سے تجاوز کرنے کا خطرہ نہیں ہوتا۔ تو کیا ایسے لوگوں کے لئے شراب کا محدود استعمال جائز سمجھا جائے گا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں۔ بلکہ پھر بھی شراب کا استعمال کسی (فرمانبردار) کے لئے جائز نہیں ہوگا۔ کیونکہ اول تو اس قسم کے قوانین میں اکثریت اور عمومیت کے پہلو کو مدّنظر رکھا جاتا ہے۔ یعنی جب ایک چیز ملک و قوم کے کثیر حصے کے لئے یقینی طور پر نقصان دہ ہو تو قانونی عمومیت کے پیش نظر یہ چیز قلیل حصہ کے لئے بھی حرام کر دی جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر اس قسم کے قوانین قائم نہیں رہ سکتے۔ دوسرے اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ گو آج ایک شخص ضبط نفس سے کام لے سکتا ہے۔ مگر کل کو وہ فطرتاً اپنے ضبط کو کھو نہیں بیٹھے گا۔ دوسرے اس میں شراب کی ساری مضرتیں بیان نہیں کی گئیں۔ بلکہ صرف مثال کے طور پر نشہ یعنی مدہوشی والی مضرت کا ذکر کیا گیا ہے ورنہ شراب کے بعض نقصانات اس کے علاوہ بھی ہیں۔ پس اگر بالفرض کسی خاص شخص کے متعلق شراب میں مدہوشی والی مضرت موجود نہ ہو تو پھر بھی وہ دوسری مضرتوں کی وجہ سے حرام کر دی جائے گی اور اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہر صورت میں حرام قرار دیا۔ خلاصہ کلام یہ کہ اس حدیث میں تین اہم باتوں کی طرف توجہ دلائی۔ اول یہ کہ ہر نشہ پیدا کرنے والی چیز (فرمانبردار) پر حرام ہے۔ خواہ وہ شراب ہو یا بھنگ چرس یا افیون ہو یا کوئی اور چیز۔ دوئم۔ یہ کہ جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے۔ اس کی تھوڑی مقدار کا استعمال بھی جائز نہیں ہوگا۔ اس لئے کوئی شخص یہ بہانہ رکھ کہ شراب یا افیم یا بھنگ وغیرہ استعمال نہیں کر سکتا کہ میں تو صرف ایسی مقدار میں استعمال کرتا ہوں جو نشہ پیدا نہیں کرتی۔ سوئم۔ یہ کہ اس قسم کی بدیوں کے سدباب کا صحیح طریق یہ ہے کہ انہیں جڑ سے کاٹا جائے اور ان تمام امکانی رخنوں کو بند کیا جائے جہاں سے بدی داخل ہونے کا رستہ کھلا ہوگا۔ تو لازماً بدی کے داخل ہونے کا امکان بھی قائم رہے گا۔

ماہنامہ نگار پاکستان نومبر ۱۹۹۱ء میں شائع شدہ ایک مضمون سے اقتباسات شکریہ کیساتھ

نیاز فتح پوری ایک نظر میں

نام، وطن اور تاریخ پیدائش

۱۔ پیدائشی نام۔ نیاز محمد خاں (والدہ کا رکھا ہوا)

۲۔ تاریخی نام۔ لیاقت علی خاں (والد کا رکھا ہوا)

۳۔ قلمی نام۔ نیاز فتح پوری

۴۔ باپ کا نام۔ محمد امیر خاں متوفی ۱۹۰۸ء

۵۔ وطن۔ فتح پور ہسوہ محلہ خیلدار

۶۔ جائے پیدائش۔ سنی گھاٹ (ضلع بارہ بنکی)

۷۔ تاریخ پیدائش ۱۳۰۳ھ ۱۸۸۴ء

۸۔ خطاب۔ پدما بھوشن۔ اپریل ۱۹۶۲ء میں منجانب حکومتِ ہند۔

۹۔ وفات کراچی ۲۴ مئی ۱۹۶۶ء

تعلیم و تربیت

۱۔ چھ سات سال کی عمر تک گھر پر مکتبی تعلیم والد کی زیرِ نگرانی پائی۔ پہلے مولوی حبیب الدین صاحب (ساکن نیوتنی ضلع اناؤ) شاگرد مولانا احسن بلگرامی اور بعد ازاں لکھنؤ میں مولوی صدیق حسن غازی پوری اتالیق مقرر ہوئے

۲۔ نو دس سال کی عمر میں مولانا ظہور الاسلام کے بنا کردہ مدرسہ اسلامیہ فتح پور میں داخل ہوئے۔ علوم اسلامی کے ساتھ یہیں سے ۱۸۹۸ء میں انگریزی مڈل اور ۱۸۹۹ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔

۳۔ اس سے پہلے تقریباً ڈیڑھ سال دارالعلوم ندوہ لکھنؤ میں رہے۔ پھر مدرسہ عالیہ رام پور میں داخل ہوئے جس کے پرنسپل مولانا عرب طیب صاحب علم و فضل کے اعتبار سے اس زمانے کی نہایت ممتاز شخصیت خیال کیے جاتے تھے۔ یہاں مولانا وزیر محمد خاں شاگرد مولانا عبدالحق خیر آبادی سے تعلیم حاصل کی۔

طویل قیام

سن پیدائش ۱۸۸۴ء سے لے کر ۱۹۱۴ء تک کے درمیانی حصے میں تقریباً اکیس بائیس سال فتح پور میں بسر ہوئے چونکہ نیاز صاحب کے والد محکمہ پولیس سے وابستہ تھے اور ان کا تبادلہ یوپی کے مختلف اضلاع میں ہوا کرتا تھا اس لئے نیاز صاحب کا قیام بھی مختلف شہروں میں رہتا تھا لیکن سارے کے چند مہینے فتح پور ہی میں گزارتے تھے۔ ۱۸۹۲-۹۱ء کے قریب وہ مدرسہ اسلامیہ فتح پور میں داخل ہوئے۔ اس وقت ان کے والد اگرچہ لکھنؤ میں تھے لیکن نیاز کا زیادہ قیام بغرض تعلیم فتح پور ہی میں رہتا تھا۔ ۱۸۹۶-۹۷ء میں جب ان کے والد نے پنشن لے کر رام پور میں وکالت شروع کی تو نیاز بھی رام پور چلے گئے۔ واپس آکر ۱۸۹۸ء اور ۱۸۹۹ء میں انہوں نے انگریزی مڈل اور میٹرک کے امتحان پاس کیے۔ اس کے بعد ملازمت کا سلسلہ رہا۔ ۱۹۱۵ء تک یعنی بھوپال جانے سے پہلے وہ مختلف جگہ رہے۔ لیکن اس عرصے میں بھی انہوں نے مدرسہ اسلامیہ (انگریزی شاخ) کے نگران کی حیثیت سے مختلف اوقات میں تقریباً پانچ چھ سال فتح پور میں قیام کیا۔

۲۔ بھوپال ۱۹۱۵ء سے ۱۹۲۱ء تک

۳۔ لکھنؤ ۱۹۲۷ء سے ۱۹۶۲ء تک

۴۔ کراچی ۲۱ جولائی ۱۹۶۲ء سے تا حیات۔

صحافتی زندگی

۱۔ ۱۹۱۰ء میں "زمیندار" اخبار سے منسلک رہے۔

۲۔ ۱۹۱۱ء میں ہفتہ وار "توحید" کے معاون مدیر ہوئے۔

۳۔ ۱۹۱۲-۱۳ء میں ہفتہ وار "خطیب" کے قلمی معاون رہے۔

۴۔ ۱۹۱۹ء میں روزانہ اخبار "رعیت" کے چیف ایڈیٹر مقرر ہوئے۔

۵۔ ۱۹۱۱-۱۲ء میں "سہیل" نامی رسالہ نکالنے کا خیال ہوا لیکن اجراء نہ ہو سکا۔

۶۔ فروری ۱۹۲۲ء سے تا دم حیات

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایئر مارشل (ریٹائرڈ) ظفر چوہدری

کیا ربٰو اور سُود ایک ہی شَے کے نام ہیں؟

کچھ عرصہ ہوا " روزنامہ ڈان" میں ربٰو اور سود سے متعلق ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ یہ مکرم ظفر چوہدری صاحب ریٹائرڈ ایئر مارشل کی تحریر تھی۔ مکرم چوہدری صاحب کا یہ ذاتی نظریہ ہے چونکہ یہ قومی اہمیت کا مسئلہ ہے اس لئے صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے۔ جماعت کے علم دوست احباب اگر مناسب خیال فرمائیں تو موجودہ حالات کے تقاضے کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔ اس سے عوام الناس کے علاوہ حکومت کی بھی رہنمائی کا سلسلہ چل نکلے گا۔ (ادارہ)

اس عام تاثر کے پیش نظر کہ اسلام سود پر مبنی کاروبار کی اجازت نہیں دیتا، حکومت نے حال ہی میں اس عزم کا اعادہ کیا ہے کہ وہ ملکی معیشت اور تجارتی لین دین کو سود سے بالکل پاک کر دے گی۔ اس اہم مسئلے پر ایک عام بحث کی ضرورت ہے تاکہ ہمارے ذہنوں سے اس مسئلے کے متعلق شکوک اور ابہام رفع ہو جائیں اور ان سرکاری اہلکاروں کی مشکل بھی آسان ہو جائے جن کو حکومت کے اس عزم کو عملی جامہ پہنانے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

جو کچھ اس مضمون میں عرض کیا جا رہا ہے وہ ایک ایسے آدمی کے خیالات ہیں جسے علم یا بصیرت کا کوئی دعویٰ نہیں اور بہت سے دوسرے لوگوں کی طرح وہ خود بھی اس نازک اور پیچیدہ معاملے میں کسی حتمی رائے پر نہیں پہنچا۔

تقریباً سب لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ اسلام ایک ایسے معاشی اور کاروباری نظام کو معرض وجود میں لانا چاہتا ہے جو دولت کو چند لوگوں کے ہاتھوں میں جمع ہونے اور تعطل کا شکار ہو جانے سے روکے۔ اس کے برعکس اسلام کا یہ منشاء ہے کہ دولت مسلسل گردش میں رہے اور اس طرح استعمال ہو کہ معاشرے کے تمام افراد اس سے استفادہ کر سکیں۔ اور خوشحال بن سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ غرباء اور نادار لوگوں کی کفالت اور نگہداشت کا تسلی بخش انتظام کیا جائے۔

موجودہ حالات میں دولت کی گردش اور اس کا تمام معاشرے کے لئے نفع بخش استعمال اس وقت تک ممکن نہیں جبتک کہ کوئی ایسا نظام نہ وضع کر لیا جائے جو انفرادی وسائل کو خاطر خواہ طور پر جمع کرنے کی سبیل کرے۔ یہ انتظام تو آجکل کے صنعتی دور میں قطعی ناگزیر ہو گیا ہے۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ ہر وہ شخص جس کے پاس کچھ سرمایہ ہے خود آجر نہیں بن سکتا اور ہر وہ شخص جو کاروباری اہلیت رکھتا ہے ضروری نہیں کہ اس کے پاس اتنا سرمایہ بھی ہو کہ وہ ایسے تمام کاروباری ادارے قائم کر سکے جنہیں وہ بطریق احسن چلانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ لہٰذا ہمیں ایک ایسا طریق کار وضع کرنا ہے جو ایک آجر کی اس بات میں مدد کرے کہ وہ ان لوگوں سے سرمایہ مستعار (ادھار) لے سکے جو کہ خود اس سرمائے کو نفع بخش طور پر استعمال نہیں کر سکتے۔ یہ طریق کار لازمی طور پر ایسا ہونا چاہیئے جو آجر کو اس بات پر مجبور کرے کہ وہ اپنے منافع میں منصفانہ طور پر ان لوگوں کو بھی شامل کرے جنہوں نے کاروبار کے لئے اُسے سرمایہ فراہم کیا ہے۔

ہر وہ شخص جس کے پاس کچھ زائد سرمایہ ہے خود ایک ایسا آجر نہیں ڈھونڈ سکتا جس پر اسے مکمل بھروسہ ہو اور جسے بالکل اسی قدر سرمایہ درکار ہو جو کہ اس کے پاس دستیاب ہے۔ یہ مشکل خاص طور پر ان لوگوں کو پیش آتی ہے جن کے پاس چھوٹی چھوٹی رقوم ہیں۔ اور وہ کاروباری معاملات میں زیادہ سوجھ بوجھ نہیں رکھتے (مثلاً کسان، بیوائیں، ملازمت پیشہ لوگ وغیرہ) اگر ایک آجر کو چھوٹی چھوٹی رقمیں لگانے والے بہت سے لوگوں کو تلاش کرنے کے لئے خود بھاگ دوڑ کرنی پڑے اور پھر ان تمام لوگوں کے ساتھ شراکت کے معاہدے بھی طے کرنے پڑیں تو اس بیچارے کے پاس اتنا وقت کہاں بچے گا کہ وہ کاروبار کو تسلی بخش طور پر چلانے کی طرف توجہ دے سکے اور اس بات کا بھی قوی امکان ہے کہ آجر اور سرمایہ کاروں کے درمیان کچھ تنازعے شروع ہو جائیں جو کاروبار کے کامیاب ہونے میں مزید رکاوٹ بن جائیں لہٰذا سرمائے کو نفع بخش بنانے کے لئے ہمیں ایک ایسا " مرکز تجارت" یا "حساب گھر" تشکیل دینا پڑے گا جو چھوٹی بچتیں کرنے والوں سے رقوم حاصل کرے اور پھر ان رقوم کو منتخب آجروں کو مہیا کرے۔ اور ساتھ ہی اس امر کو بھی یقینی بنائے کہ دونوں فریقین کے جائز مفادات کی پوری پوری نگہداشت کی جائے گی۔ ایسے بندوبست کی غیر موجودگی میں یہ ممکن نہیں کہ ہم چھوٹی چھوٹی بچتیں کرنے والوں سے سرمایہ اکٹھا کر سکیں اور ان رقوم کو ان لوگوں تک پہنچائیں جو انہیں صحیح طور پر استعمال کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ کام اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب سرمایہ حاصل کرنے والے آجروں کی پوری پوری چھان بین کی جائے اور ان سے معقول ضمانت بھی حاصل کی جائے کہ وہ سرمایہ جو انہیں مستعار دیا جا رہا ہے ضائع نہیں ہو جائے گا۔ یہ سارا عمل ایک مالی اور کاروباری بصیرت کا متقاضی ہے جو صرف مناسب طور پر تربیت یافتہ پیشہ ور حضرات کا ایک گروپ ہی فراہم کر سکتا ہے ظاہر ہے کہ چھوٹی چھوٹی بچتیں کرنے والے عام لوگ یہ کام خود انجام نہیں دے سکتے

بنکاری نظام:۔ دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں وہ ادارے جو آجر اور سرمایہ مہیا کرنے والے افراد کو اکٹھا کرنے کا کام انجام دیتے ہیں انہیں "بنک" کہا جاتا ہے۔ یہ ادارے مختلف لوگوں سے رقوم حاصل کرتے ہیں اور پھر مناسب تحقیق کے بعد کاروباری حضرات کو قرضے فراہم کرتے ہیں۔ قرض دی گئی رقم پر وہ "سود" وصول کرتے ہیں اور اپنے اخراجات اور مناسب منافع منہا کرنے کے بعد یہ "سود" ان لوگوں کو پہنچا دیا جاتا ہے کہ جن کی رقوم سے بنک نے استفادہ کیا تھا۔ "سود" کی شرح پیشگی متعین بھی ہو سکتی ہے اور یہ صورت بھی ہو سکتی ہے کہ سود کی شرح مارکیٹ کے حالات کے مطابق گھٹتی بڑھتی رہے اور اس کا اطلاق قرضہ لینے والے اور دینے والے دونوں فریقین پر یکساں ہو۔ اس طرح آجر اور بچت کرنے والے دونوں فریق مارکیٹ کے حالات کے مطابق نفع یا نقصان میں شامل ہو جاتے ہیں اور یہ شرط بھی پوری ہو جاتی ہے کہ ادھار لینے اور دینے والے کے درمیان وہ "شراکت" بھی ہو جائے جو کہ کچھ لوگوں کے نزدیک ربٰو کے مفہوم سے بچنے کے لئے ضروری ہے

یہ بات نہایت اہم ہے کہ ایک بنک کا کردار تمام لین دین کو بالواسطہ (IMPERSONAL) بنا دیتا ہے اور اس طرح افراد کے درمیان جھگڑوں کا کوئی امکان نہیں رہتا۔ بنکاری کے اداروں میں اتنی گنجائش اور لچک بھی ہوتی ہے کہ وہ قرض لینے اور دینے والوں کی بدلتی ہوئی ضرورتوں کو پورا کر سکیں، خواہ ان کا تعلق رقم کی مقدار سے ہو یا اس میعاد سے جس میں کہ قرض لینا یا دینا طے پایا ہو۔ یہ سارا انتظام ہمیں دستیاب وسائل سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے میں مدد دیتا ہے۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ سود کی شکل کو جائز بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ بنک اُس کاروبار میں پوری طرح حصہ دار ہوں جس کے لئے وہ رقوم فراہم کرتے ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کاروبار چلانا آجروں کا کام ہے نہ کہ بنکوں کے افراد کا جو اس شعبے میں پوری اہلیت نہیں رکھتے۔ اگر بنکار کاروبار میں پوری طرح شامل ہونے کی کوشش کریں تو کاروبار کی منفعت کم ہو جائے گی اور اس پر اتنے اخراجات کا بوجھ پڑ جائے گا کہ کاروبار کی مالی حالت تک مخدوش ہو سکتی ہے۔ شاید اسی لئے کہا گیا ہے: جس کا کام اسی کو ساجھے"

ربٰو کا مفہوم: موجودہ بنکاری نظام پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اس کی بنیاد سود پر رکھی گئی ہے جس کی کہ اسلام اجازت نہیں دیتا۔ ہمیں اس مسئلے پر بڑی احتیاط اور غیر جذباتی انداز سے سوچنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں ٹھنڈے دل سے اس بات کا فیصلہ کرنا ہے کہ جس شے سے منع کیا گیا ہے اس کی اصل حقیقت اور معنی کیا ہیں۔ اس سلسلہ میں قرآن حکیم نے جو لفظ استعمال کیا ہے وہ "ربٰو" ہے۔ اس لفظ کی قرآن میں کوئی واضح تعریف یا تشریح تو نہیں کی گئی لیکن سیاق و سباق پر غور کرنے سے اس کی اصل حقیقت اور معنی کی تہہ تک پہنچا جا سکتا ہے۔ بعض مفکرین کے رائے میں کوئی لین دین اس وقت "ربٰو" کے دائرے میں آتا ہے جبکہ کسی ضرورت مند قرض خواہ کا قرض دہندہ کے ہاتھوں استحصال ہو۔ یعنی کہ اس لین دین میں ظلم کا عنصر موجود ہو اور جو شرائط مسلط کی جا رہی ہیں وہ صریحاً یک طرفہ ہوں۔ مثال کے طور پر اگر ایک شخص کسی ضرورتمند بیوہ یا یتیم کو اس شرط پر روپیہ ادھار دیتا ہے کہ دی گئی رقم سے زیادہ واپس کی جائے گی تو ظاہر ہے کہ ایسا کرنا کسی کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی ایک کوشش ہو گی جو کہ یقیناً ربٰو کے دائرے میں آتی ہے لیکن اگر ایک تاجر اپنے کاروبار کو توسیع دینے اور اپنا منافع بڑھانے کے لئے قرض لیتا ہے تو اس صورت میں قرض دینے والا نہ کسی کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے اور نہ کسی کا استحصال کرتا ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ جس شخص نے رقم ادھار لے کر اس سے

باقی ص۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ـــــ نون سین

ایران میں انسانی حقوق

خلیج کی جنگ کے بعد یورپین کمیونٹی نے ایران کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اور اس سلسلے میں دو طرفہ تجاویز پیش کی جا رہی تھیں کہ کس طرح تجارت کو بڑھایا جا سکتا ہے لیکن حال ہی میں مشہد میں جو فسادات ہوئے ہیں ان کے علاوہ بعض دیگر واقعات بھی ان سے یورپین کمیونٹی نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ ایران میں انسانی حقوق کی پاسداری نہیں کی جا رہی۔ مذہب کی بناء پر اور علاقے کی بناء پر لوگوں پر تشدد کیا جا رہا ہے اور اس بات کے پیش نظر یورپین پارلیمنٹ نے یورپین کمیشن سے یہ کہا ہے کہ وہ ایران کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے سے پہلے یہ کوشش کرے کہ وہاں انسانی حقوق کی پاسداری کی جاتی ہے۔ اور جب تک ایسا نہ ہو اسوقت تک ایران کو یورپین کمیونٹی سے الگ رکھا جائے نہ اس کے ساتھ کوئی نئے معاہدے کئے جائیں نہ اس کے ساتھ تجارت میں کوئی پیش رفت ہو یورپین کمیشن نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ایران کے ساتھ تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہاں پر سیاسی استحکام ہو اور مشرق وسطیٰ میں بھی امن کی ضمانت مل سکے دراصل تعلقات کی بنیاد یہ ہے کہ یورپین کمیونٹی اپنے معیار کے مطابق چاہتی ہے کہ ایران میں انسانی حقوق کی پاسداری کی جائے۔ گذشتہ خزاں میں یورپین کمیونٹی کے حکام اور ایرانی حکام پہلی دفعہ آپس میں ملے تھے۔ تاکہ یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ آئندہ کن خطوط پر انہیں کام کرنا ہوگا۔ اس کے بعد وہ سال رواں کی فروری میں پھر ملے اور ان ملاقاتوں کا مقصد یہ تھا کہ ۱۹۹۲ء کے اختتام سے پہلے ایک ایسے معاہدے پر دستخط کریں جو ان کی آپس کی تجارت کو بہتر بنانے کا ذمہ دار ہوگا۔ یورپین کمیونٹی نے یہ بات واضح طور پر کہہ دی ہے کہ جب بھی ایسا معاہدہ ہوا اس میں انسانی حقوق کی پاسداری کی ایک شق ضرور رکھی جائے گی۔ ابھی تک اس معاہدے کے الفاظ تو طے نہیں پائے۔ لیکن جن اصولوں پر یہ معاہدہ کیا جائے گا۔ اس سے یورپین کمیونٹی اور ایران دونوں آگاہ ہیں۔

حمص اور فتح کا اتحاد

گذشتہ روز اسرائیل کے ان علاقوں میں جو انہوں نے عربوں سے اپنے قبضے میں لے رکھے ہیں یعنی مغربی کنارہ اور غازہ پٹی۔ ایک پمفلٹ کی تقسیم کے ذریعے اس بات کا اعلان کیا گیا کہ آئندہ ان علاقوں میں حمص اور فتح۔ جو فلسطینیوں کی دو تنظیمیں ہیں اور ایک لمبے عرصے سے ان کے آپس میں مناقشات چل رہے ہیں۔ اکٹھے مل جل کر کام کریں گے۔ حمص تنظیم کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ بنیاد پرست مسلمانوں کی ہے اور فتح تنظیم آزادی فلسطین کا ایک دھڑا ہے۔ ان دونوں تنظیموں نے آج تک الگ الگ اور آزادانہ طور پر کام کیا ہے۔ اور بعض اوقات ان کے کام ایک دوسرے سے تضاد بھی رکھتے ہیں۔ دونوں تحریکیں ایسی ہیں جواب یہ سمجھتی ہیں کہ ان کے مناقشات بے معنی ہیں۔ اگر مناقشات جاری بھی رہے ہیں۔ اب انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک دوسرے کی مذمت اور الزام تراشی سے دست بردار رہیں گے۔ یہ دو تنظیمیں ایسی ہیں جو مقبوضہ عرب علاقوں میں رہنے والے لوگوں کی سب سے بڑی تنظیمیں سمجھی جاتی ہیں۔ حمص نے تو عرب اسرائیل امن کی گفتگو کی مخالفت بھی کی ہے۔ اور اس بات کو بار بار پیش کیا ہے کہ اسرائیل کی جگہ فلسطینی حکومت قائم ہونی چاہیئے۔ جب کہ فتح کی تنظیم گفتگو کی قائل ہے اور چاہتی ہے کہ اسرائیل کے ساتھ علاقائی سمجھوتے ہو جائیں۔ فلسطینی ذرائع نے بتایا کہ اب جو معاہدہ ہوا ہے یہ خاصے لمبے عرصے سے ہوتے والی گفت و شنید کا نتیجہ ہے۔ اس معاہدے کی گفت و شنید میں مشرق وسطی امن کانفرنس کا کوئی ذکر نہیں آیا۔

بقیہ: ص۵ سے آگے

استفادہ کیا ہے۔ اس پر وہ کوئی "محصول" بھی ادا کرے تو یہ عین مناسب ہوگا۔ اور اگر یہ لین دین کسی بنک کی وساطت سے کیا گیا ہے تو وہ بنک اپنے اخراجات اور منافع وغیرہ منہا کر کے یہ "محصول" ان لوگوں کو ادا کر دے گا جنہوں نے کہ اپنی رقوم بچت کے طور پر بنک میں رکھی ہوئی تھیں۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بنکوں میں رقم رکھنے والے افراد عام طور پر مالی لحاظ سے ان تاجروں سے بہت کمزور ہوتے ہیں جو کہ بنک سے رقوم ادھار لیتے ہیں۔ اس صورت میں ادھار دینے والے افراد کسی قسم کے استحصال کے مرتکب نہیں ہوتے۔ یہ لین دین (جو کہ بنک کی معرفت کیا جاتا ہے) خالصتاً کاروباری نوعیت رکھتا ہے جس میں کہ ادھار دینے والے اور لینے والے دونوں مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ سے متاثر ہوتے ہیں۔ یہ امر اور بھی واضح ہو جاتا ہے۔ جب ہم اس بات کو بھی نظر میں رکھیں کہ افراط زر کی وجہ سے کسی کرنسی کی قیمت خرید یکساں نہیں رہتی اور یہ مارکیٹ کے اثر کے ماتحت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اور اس طرح اگرچہ سود کی شرح متعین بھی کر دی جائے تو حقیقی معنوں میں (قوت خرید کے لحاظ سے) وہ متعین نہیں رہے گی۔ کرنسی کی قیمت میں ردوبدل کا اثر نہ صرف سود پر ہوگا بلکہ اصل رقم پر بھی اور اس طرح سارا لین دین مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ کے ماتحت آجائیگا اس طرح گویا قرض خواہ اور قرض دہندہ دونوں مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ میں شریک ہو کر بنک کی وساطت سے ایک کاروباری "شراکت" کے دائرے میں ہی آجائیں گے۔

حکومت کی بچت سکیمیں بھی کاروباری قرضوں کے زمرے میں آتی ہیں حکومت جو سرمایہ اکٹھا کرتی ہے وہ ترقیاتی منصوبوں اور رسل و رسائل پر خرچ کیا جاتا ہے جن سے عام کاروبار فروغ پاتا ہے اور ملازمتوں کے مواقع پیدا ہوتے ہیں اور اس طرح ملک کی خوشحالی میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہاں بھی قرض دہندہ (عام لوگ) کے ہاتھوں قرض خواہ (حکومت) کے استحصال کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے اس لین دین کو ربوٰا قرار دینا کسی طور صحیح معلوم نہیں ہوتا۔

ایک اور بات جو غور طلب ہے وہ یہ ہے کہ عام طور پر کوئی اس بات پر اعتراض نہیں کرتا کہ ایک گھر یا دوکان کو کرایہ پر دیا جائے یا زرعی زمین کو ٹھیکے پر دیا جائے۔ اگرچہ ان دونوں صورتوں میں رقم کا تعین پہلے سے کر لیا جاتا ہے۔ یہ جواز پیش کرنا غلط معلوم نہیں ہوتا کہ بنیادی طور پر کوئی عمارت یا زمین یا نقد رقم سرمایہ کی ہی مختلف صورتیں ہیں۔ لہٰذا اگر ایک عمارت یا زرعی زمین کو کرایہ یا ٹھیکہ پر دینا جائز ہے تو پھر نقد رقم کرایہ پر دینا کیوں ناجائز قرار دیا جاتی ہے۔ بشرطیکہ اس میں کسی غریب یا ضرورتمند کے استحصال کا کوئی عنصر موجود نہ ہو!

سود کی مختلف شکلیں

عام طور پر پاکستان میں سود کی تمام شکلوں کو ربوٰا قرار دیا جانے لگا ہے۔ حالانکہ ربوٰ وہ استحصالی شرح سود نظر آتا ہے جس کی کہ قرآن اجازت نہیں دیتا۔ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں بینکاری کے نظام سے تجارت اور معاشی عمل فروغ پاتے ہیں جس کے نتیجہ میں معاشرے کی مالی حالت بہتر ہوتی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر یہ بات قرین از قیاس نہیں کہ قرآن حکیم ہمیں ایسے عمل سے روکے کہ جس سے معاشرے میں خوشحالی کا عمل فروغ پاتا ہو۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن تمام انسانیت کے لئے ابدالاباد تک مکمل سرچشمہ ہدایت ہے۔ اگر فی الحقیقت یہ صحیح ہے (اور یقیناً صحیح ہے) تو پھر اس پیغام میں اتنی گنجائش اور لچک ضرور ہو گی کہ وہ تمام شعبہ ہائے حیات میں انسان کی مسلسل ترقی کے تمام تقاضے پورے کر سکے۔

آج سے سینکڑوں برس پہلے ہمارے علماء اور مفکرین نے بعض امور کی جو تشریحات کی تھیں وہ ان حالات میں کتنی ہی درست کیوں نہ ہوں، یہ ضروری نہیں کہ آج کے دور میں جبکہ نئی نئی معاشی صورتیں پیدا ہو رہی ہے ان معانی اور تشریحات کو حرف بحرف ان بدلے ہوئے حالات پر چسپاں کرنا ضروری سمجھا جائے۔ اور کسی بھی دوسری توجیہہ کو غلط قرار دیا جائے۔

بعض سمجھ دار اور صاحب بصیرت اصحاب کی یہ رائے ہے کہ ربوٰا کا نزدیک ترین متبادل انگریزی زبان کا لفظ "INTEREST" نہیں بلکہ "USURY" ہے جس کا مطلب مشکل میں گرفتار لوگوں کو ظالمانہ شرح پر روپیہ قرض دینا ہے اور اس طرح ان کی مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی مذموم کوشش کرنا ہے۔ یہ سمجھدار لوگ ہرگز اس خیال کے حامی نہیں کہ موجودہ معاشی نظام اور بنک کے سود کو ربوٰا کا مترادف قرار دیا جائے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جیسا کہ قرآن حکیم میں بار بار تلقین بھی کی گئی ہے، ہم قرآن کے اصل پیغام کی روح کو سمجھنے کی کوشش کریں نہ کہ فقط لفظوں کی غلامی کرتے ہوئے اپنے آپ کو ایک خود ساختہ تنگنائے میں محصور کر لیں۔ بعض اوقات ایک زبان میں استعمال ہونے والی ایک اصطلاح کا کسی دوسری زبان میں کوئی قطعی اور عین برابر متبادل لفظ نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ صحیح نہیں ہو سکتا کہ ہم ایک مخصوص اصطلاح (ربوٰا) کا ترجمہ ایک دوسری زبان کی ہمہ جہت اصطلاح (سود) سے کر لیں اور پھر یہ اصرار کریں کہ سود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی ہر شکل اسی طرح ممنوع ہے جیسے کہ قرآن نے ربوٰ کو ممنوع قرار دیا ہے۔ یقیناً ایسا کرنے سے ہمیں اس پیچیدہ مسئلے کا حل تلاش کرنے میں کوئی مدد نہیں مل سکتی جو کہ آج ہمارے معاشرے کو درپیش ہے۔

بقیہ: صفحہ 3 سے آگے

پڑھنے لگ جائے۔ پس (میں تمہیں یاد کرونگا) کے یہ معنے ہیں تم ہمارے حضور کھچے چلے آؤ گے۔ اور ہمارے مقربین میں شامل ہو جاؤ گے۔ یہ مراد نہیں کہ ہم تمہارا نام لینے لگ جائیں گے۔ عربی زبان میں بھی کہتے ہیں کہ یعنی امیر آپ کو یاد فرماتے ہیں۔ پرانے زمانے میں جب کسی کو پیغام دینا ہوتا تھا تو یہی الفاظ کہتے تھے۔ اور اس سے یہ مراد نہیں ہوتی تھی کہ وہ اپنی جگہ بیٹھا رہے بلکہ مطلب یہ ہوتا تھا کہ تم فوراً ان کے حضور پہنچ جاؤ۔ پس (مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا) کے یہ معنے ہیں کہ تم میرا قرب حاصل کرنے کی پوری کوشش کرو۔ جب تمہاری محبت اپنے کمال کو پہنچ جائے گی تو اس کے نتیجے میں میں بھی تمہیں اپنا قرب دے دونگا۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بندے کا ذکر عموماً تین قسم کا ہوتا ہے اوّل کسی اچھی یا بری بات کو دیکھ کر خدا تعالےٰ کو یاد کر لینا۔ یا کوئی گناہ کی تحریک ہو تو اللہ تعالےٰ سے معافی مانگنا۔ کوئی مصیبت پہنچے۔ کوئی خوشی کی خبر ملے تو یہ کہنا کہ (سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے)۔ غرض دوسرے کی بات سن کر اللہ تعالےٰ کو یاد کر لینا۔ جیسے کسی مصیبت زدہ کا واقعہ سنا تو اس کے لئے دعا کی اور ساتھ ہی خدا تعالےٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے اپنے فضل سے ہمیں اس قسم کے مصائب سے بچا رکھا ہے۔ سوئم خدا تعالےٰ کے متعلق باتیں کرنا۔ یعنی اپنی مجالس میں خدا تعالےٰ کے رحم اور کرم کے متعلق گفتگو کرنا۔ دوسروں کے اعتراضات کا جواب دینا۔ اس کے نام کی عظمت قائم کرنے کی کوشش کرنا اور بار بار اللہ تعالیٰ کے احسانات کا ذکر کرنا تا کہ اس کے نتیجہ میں (1) خدا تعالےٰ کی صفات انسان کے دل پر نقش ہوں (2) اور پھر وہ مٹیں نہیں بلکہ ہمیشہ قائم رہیں (3) اور انسان کے ہر قول و عمل سے ان کا ظہور ہو۔ پھر ذکر کے ایک معنے چونکہ عزت اور شہرت کے بھی ہوتے ہیں اس لئے (میں تمہیں یاد کروں گا) کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ اگر (فرمانبردار) اللہ تعالےٰ کو یاد رکھیں گے۔ اور اس کے احکام پر عمل کرتے رہیں گے تو اللہ تعالےٰ دنیا میں بھی انہیں عزت اور شہرت عطا فرمائے گا۔ اور آخرت میں بھی انہیں اپنے لازوال قرب سے نوازے گا۔

بقیہ: صفحہ 4 سے آگے

یعنی مئی 1966ء تک مدیر اعلیٰ رہے۔

علمی و ادبی زندگی

1۔ فتح پور کے دورِ تعلیم ہی میں یعنی 1898ء اور 1900ء کے درمیان شعر و ادب کا ذوق پیدا ہو گیا تھا اور طرح پر غزل کہہ کر مشاعروں میں پڑھنے لگے تھے

2۔ غزل کے ساتھ ساتھ نظموں کا شوق ہوا۔ چند دنوں میں انشائے لطیف اور رومانی افسانہ نگاری پر بھی قابو پا لیا۔ یہ سلسلہ 1906ء سے لے کر 1921ء تک برابر قائم رہا۔

3۔ 1922ء کے بعد علمی اور مذہبی فکر انگیز تحریروں کا سلسلہ شروع ہوا

4۔ 26-1925ء سے تحقیقی و تنقیدی مقالات لکھنے کا آغاز ہوا۔

5۔ 1930ء کے بعد (متنوع مسائل حیات) اور مختلف علوم و فنون پر قلم اٹھایا اور نگار کو دائرۃ المعارف خیال کیا جانے لگا۔

6۔ تخلیقات کی طباعت و اشاعت کا آغاز "انتخاب لاجواب" لاہور اور صلائے عام (دہلی) سے ہوا۔

زبانوں سے واقفیت

1۔ اردو 2۔ فارسی 3۔ عربی 4۔ ترکی 5۔ ہندی 6۔ انگریزی۔

علوم و فنون پر دسترس

1۔ فقہ 2۔ حدیث 3۔ تفسیر 4۔ نجوم 5۔ علم الکلام 6۔ معانی و بیان 7۔ فلسفہ 8۔ منطق 9۔ عروض 10۔ موسیقی 11۔ تاریخ 12۔ نفسیات 13۔ قواعد 14۔ فن تجوید 15۔ فنِ انشاء 16۔ تصویر کشی۔

فرصت کے مشغلے

1۔ مطالعۂ کتب 2۔ موسیقی 3۔ فوٹو گرافی 4۔ میکانکزم 5۔ سیر و سیاحت

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

کس نے کیا کہا

اسلام آباد۔ وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات عبدالستار لالیکا نے کہا ہے کہ ایک طرف وزیر اعظم نواز شریف لندن میں غیر ملکی سرمایہ کاروں کو پاکستان میں سرمایہ کاری کی ترغیب دے رہے ہیں۔ اور دوسری طرف اخبارات موجودہ حکومت اور اسمبلیوں کے خاتمے کی شہ سرخیاں لگا رہے ہیں انہوں نے کہا کہ قوم اخبارات کی اس آزادی کو بنظر غور دیکھ رہی ہے اور خود فیصلہ کرے گی کہ یہ آزادی اس ملک کو کہاں لے جائے گی۔ استنبول سے واپسی پر اخباری کانفرنس کے دوران ملکی سیاسی صورتحال کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ وہ بحیثیت وزیر اطلاعات نہیں بلکہ ایک عام پاکستانی ہونے کے ناطے اخبارات کے رویئے کے شاکی ہیں اخبار بیچنے اور سرکولیشن بڑھانے کا مقابلہ قومی مفادات اور سلامتی کے تقاضوں پر حاوی ہو گیا ہے۔ سندھ کی صورتحال کو لیجئے اخبارات نے سندھ میں بدامنی کے حوالے سے بہت کچھ لکھا اور خراب صورتحال کی اصلاح کا مطالبہ کیا لیکن جب حکومت سندھ میں آپریشن شروع کیا تو اسکی مخالفت شروع کر دی گئی۔ اس میں کیڑے ڈالنے کی مہم کا آغاز ہو گیا۔ اور اب ہر اخبار میں مقابلہ شروع ہے کہ اس اپریشن کو زیادہ سے زیادہ خراب کون ثابت کر سکتا ہے کبھی آرٹیکل 147 کے نفاذ پر نکتہ چینی کی گئی اور کبھی نوٹیفکیشن کی نقول جاری نہ کرنے پر حکومت کو مطعون قرار دیا گیا۔ وزیر اطلاعات نے کہا کہ اتنے بڑے آپریشن میں کوتاہی کسی بھی شخص سے ہو سکتی ہے لیکن کسی فردِ واحد کی غلطی کو بنیاد بنا کر سارے آپریشن کو ستیاناس قرار دینے کا کوئی جواز نہیں۔

انہوں نے کہا کہ قوم نے پہلے بھی اخبارات کی اس آزادی کا بہت پھل کھا لیا ہے مگر حکومت انہیں کچھ نہیں کہتی اور نہ کہے گی۔ تاہم قوم غور کرے یہ آزادی انہیں کہاں لے جا رہی ہے۔ وزیر اطلاعات نے اس ضمن میں سابق مشیر آبادی بیگم عابدہ حسین کی ملتان میں ہونے والی کانفرنس کا حوالہ دیا اور کہا کہ اس کانفرنس میں ملک بھر سے سکالرز ماہرین کالم نویس، صحافی اور ایڈیٹرز حضرات کو اکٹھا کیا گیا تاکہ آبادی میں اضافہ کے خطرناک رجحان کی طرف ان کی توجہ دلائی جا سکے اور رائے عامہ کو آبادی پر قابو پانے کیلئے ہموار کیا جا سکے۔ اس ضمن میں ماہرین نے اعداد و شمار اور رپورٹیں پیش کیں عالمی اداروں کے حوالے دیئے توقع تھی کہ اگلے روز اخبارات اس سنگین مسئلہ کی اہمیت کے حوالے سے اپنا کردار خوب ادا کریں گے لیکن ہوا یہ کہ اس سیمینار کی چھوٹی سی چند سطری خبر صفحہ آخر پر ایک کونے میں شائع ہوئی اور نوابزادہ نصر اللہ خاں کا دھواں دار بیان شہ سرخیوں کے ساتھ صفحہ اوّل پر چھاپا ہوا تھا۔ اخبارات کا یہ رویہ قابل افسوس ہے انہیں قومی ترجیحات اور تقاضوں کو محض سنسنی خیزی کے رجحان پر قربان نہیں کرنا چاہیئے۔

(روزنامہ نوائے وقت 22 جون 1992ء)

آپ کا خط ملا

مکرم جمیل احمد بٹ صاحب ناظم آباد کراچی سے لکھتے ہیں:

گذشتہ دنوں کراچی گیسٹ ہاؤس میں آپ سے شرف ملاقات ہوا تھا۔ یوں الفضل کے ذریعہ روز ملاقات ہوتی ہے۔ دل سے ہر دم یہی دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گذشتہ ایک خطاب میں ذکر فرمایا تھا کہ حالات کے سبب کسطرح بہت سارے احمدی حضرات و خواتین باوجود باقاعدہ شاعر نہ ہونے کے اظہار خیالات کے لئے اس راہ کو اپنا رہے ہیں۔ خاکسار کی اہلیہ محترمہ بھی اسی زمرے میں ہیں۔ کچن میں کام کے دوران گھر کے حساب کتاب کی نوٹ بک پر شعر لکھتی ہیں۔ خاکسار کے اصرار پر ان میں سے چند آپ کے ملاحظہ کے لئے ارسال خدمت ہیں۔ اگر آپ کے معیار پر پورا اترتے ہوں تو الفضل میں جگہ دیں۔ ممنون ہوں گا۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ (نظم شائع کی جا رہی ہے۔ ا۔س)

تم نمازوں میں دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ تم سے راضی ہو جاوے اور وہ تمہیں توفیق اور قدرت عطا فرمائے کہ تم گناہ آلود زندگی سے نجات پاؤ۔ کیونکہ گناہوں سے بچنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس کی توفیق شامل حال نہ ہو اور اس کا فضل عطا نہ ہو۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
روایتی زیورات
فون، دکان: 649 - رہائش: 17
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ ایم کیو ایم کے لیڈر الطاف حسین کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ "آزاد کراچی" کے سربراہ کی حیثیت سے اقوام متحدہ سے خطاب کرنے کے آرزو تھے۔ انہوں نے نوجوانوں کو پاکستان اور بانی پاکستان کے خلاف تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔ نجی محفلوں میں وہ ہانگ کانگ کی طرز پر آزاد مملکت کی باتیں کیا کرتے تھے یہ بات ان کے مخالفوں نے ایک پریس کانفرنس میں بتائی۔

○ الطاف حسین غالباً پیرس جا کر پناہ حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ امریکی قونصل خانہ کراچی کے ترجمان نے کہا ہے کہ ایم کیو ایم کوئی رکن ہمارے پاس موجود نہیں کسی کو پناہ دینے کا ارادہ بھی نہیں رکھتے۔

○ ایم کیو ایم کے گرفتار کارکنوں نے اندرون سندھ کے ٹارچر سیلوں اور اسلحہ خانوں کے راز کھول دیئے ہیں۔

○ امریکی قونصل جاتے میں پناہ نہ ملنے کے بعد ایم کیو ایم کے چیئرمین عظیم طارق پھر روپوش ہو گئے۔ وہ بارہ گھنٹے تک امریکی افسران کو سیاسی پناہ کے لئے قائل کرتے رہے لیکن ناکام رہے۔

○ سندھ کے ایک وزیر اور جی ایم سید کا بیٹا ملک سے فرار ہو گئے ہیں پیر پگارو کا ایک بیٹا بھی ملک سے باہر گیا ہے تاہم پیر پگارو نے کہا ہے کہ ان کا بیٹا باقاعدہ طور پر ایک ہفتہ کی رخصت لے کر گیا ہے ایک ہفتہ کے بعد واپس آ جائے گا۔

○ کشمیر میں کشمیریوں پر مظالم کی وجہ سے امریکہ نے بھارت کی امداد بند کر دی ہے۔ امریکی ایوان نمائندگان نے ۶۰۰ کے مقابلے میں ۲۱۹، ووٹوں سے بل کی منظوری دے دی۔

○ وفاقی وزیر داخلہ نے بتایا ہے کہ بنی گالا آپریشن کے بارے میں وزارت داخلہ کو آخری وقت تک کچھ نہیں بتایا گیا انہوں نے بتایا کہ انہوں نے سیکرٹری داخلہ کو ہدایت کی ہے کہ وہ دو تین دن کے اندر اندر آپریشن کی تحقیقاتی رپورٹ پیش کر دیں۔

○ لاہور ملتان روڈ پر پتوکی کے قریب باراتیوں کی بس دوسری بس سے ٹکرانے کی وجہ سے ۱۳، افراد ہلاک اور ۸۰، زخمی ہو گئے۔

○ ایم کیو ایم کے سربراہ الطاف حسین نے مشکل کے اس وقت میں اپنے کارکنوں ہمدردوں اور حامیوں کو ثابت قدم رہنے پر خراج تحسین پیش کیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ نواز شریف ہماری وجہ سے وزیراعظم بنے اور آج ہمارے ہی خلاف ہیں۔

○ پنجاب میں بھی "آپریشن" شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ اس کے تحت انتہا پسند مذہبی جماعتوں کو سندھ کی طرز پر بے نقاب کیا جائے گا بعض طلباء تنظیموں اور تعلیمی اداروں میں موجود غنڈہ عناصر کو بھی پکڑا جائے گا اسلحہ کی نمائش پر پابندی عائد کی جائے گی۔

○ اسلام آباد کے علاقہ بنی گالہ میں ناجائز تعمیرات گرانے کا آپریشن کلین اپ جمعہ کے روز بھی جاری رہا۔ پہلے روز جمعرات کو مکینوں نے مسلح مزاحمت کی جس کے جواب میں پولیس نے فائرنگ کی جس سے ۵ افراد ہلاک ہو گئے۔ پولیس کے ایس ایس پی بھی زخمی ہوئے۔ اس علاقے میں ناجائز تعمیرات کی وجہ سے راول جھیل کا پانی خراب ہو رہا تھا اس جھیل سے پنڈی اسلام آباد کے شہریوں کو پینے کا پانی سپلائی کیا جاتا تھا۔

○ وزیراعظم نے کہا ہے کہ افغان صدر صبغت اللہ مجددی مقررہ مدت ختم ہونے کے بعد صدارت کا عہدہ چھوڑ دیں گے۔

○ کابل میں فیصلہ کن معرکہ کی تیاریاں شروع ہو گئی ہیں۔ ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں کو بازاروں اور چوراہوں میں کھڑا کر دیا گیا۔ مجددی اقتدار منتقل کر کے بیرون ملک جانے والے ہیں۔ وزارت داخلہ پر کنٹرول کے لئے لڑائی کے لئے کابل میں ایک درجن فریق داخل ہو چکے ہیں۔ بعض ہوابازوں کے طیاروں سمیت بھاگ کر حزب اسلامی سے ملنے کی افواہیں سنی گئیں ہیں۔

○ افغان دارالحکومت میں لوٹ مار کا سلسلہ عروج پر پہنچ گیا ہے۔ جنرل دوستم کی ملیشیا لوٹ مار کا سامان ٹرانسپورٹ طیاروں کے ذریعے اپنے مراکز میں منتقل کرنے میں مصروف ہے۔ وزارتوں اور سرکاری دفاتر سے قالینوں کے ساتھ فرنیچر بھی سمیٹ لیا گیا

○ کابل میں صدر مجددی کے حامی شیعہ گروپ اور ربانی کے گارڈز کے درمیان جنگ کے نتیجہ میں ۲۰، افراد ہلاک ہو گئے۔ ایک ہوٹل پر ۳۰، راکٹ برسائے گئے۔

حنیف
ہومیوپیتھک کلینک
۸۴ بینک سکوائر مارکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور
کے یکم فروری ۱۹۹۲ء سے اوقات کار درج ذیل ہوں گے۔
ہر روز صبح ۹½ بجے سے ۱۲½ بجے تک
ہر شام ۵ بجے سے ۷½ بجے تک
صرف ہر جمعہ کے دن دواخانہ بند رہا کرے گا
خاکسار ایچ ڈاکٹر محمد حنیف آف کوئٹہ

الطاف
فرنیشرز
شیخوپورہ روڈ۔ فیصل آباد

انگریزی ادویات اور ٹیکہ جات کا مرکز
کنٹرول ریٹ پر اور بارعایت
بہتر تشخیص ــــ مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال
گول امین پور بازار فیصل آباد فون ۳۴۱۳۴

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الکریم جیولرز
بازار فیصل کریم آباد (چورنگی)
کراچی
فون ۶۳۲۵۵۱۱
پروپرائیٹرز
میاں عبداللطیف شاہکوٹی اینڈ سنز

خوشخبری
لندن کا سفر
فضائی سفر کی تمام مشکلات کا حل انفرادی توجہ یا گروپ کی شکل میں تمام سہولتیں بہم پہنچائیں گے۔ دعویٰ نہیں کرتے! ہم نے پہلے بھی یہ خدمت انجام دی تھی اور آج بھی خدمت میں پیش پیش ہیں۔ تفصیلات اور بکنگ کے لئے لطیف الرحمٰن سے ۱۰ جولائی تک رابطہ کریں۔
رومی ٹریولز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
۶، ۷ ہوٹل مڈ ایسٹ ڈاکٹر داؤد پوتا روڈ
کینٹ اسٹیشن کراچی ۷۵۵۳ ۔ فون: ۵۱۵۱۶۱ ۔ ۵۱۵۲۰۹ ۔ ۵۲۱۳۷۷ ۔ ۵۲۹۶۲۴
IATA
GOVT.
LICENCE NO. 1329